افکارِ احرار

تاریخ کیا ہے؟

تاریخ دراصل چند واقعات کی صحیح تعبیر و بیان کا نام ہے، جو مشاہدہ یا دیگر محسوسات کی کسی صورت میں وقوع پذیر ہو چکے ہوں۔ مثلاً ہم یہ سمجھنا چاہیں کہ آئرلینڈ میں انگریزوں کے مظالم واقعی ہیں یا محض مبالغہ آمیزی سے کام لیا گیا ہے تو اس کے لئے واقعات کا مشاہدہ یا مستند اور عینی شہادتوں کا حاصل کرنا ضروری ہوگا۔ صرف قیاس سے کوئی رائے قائم کر لینا صحیح نہ ہوگا۔

ہاں اس کے فرائض کی انجام دہی کے لئے ضروری ہے کہ مؤرخ دیانتِ عمل، تصحیح روایت، وسعتِ نظر، سلامتیٔ طبع اور اصابتِ رائے سے بے بہرہ نہ ہو۔ واقعات میں قیاس و رائے کو دخل نہ دے، اور جب کسی واقعہ کے متعلق روایات حاصل کرے تو ان میں اصل واقعہ اور رائے کی آمیزش کو الگ الگ رکھ کر غور کرے۔ کسی واقعہ کو توڑ مروڑ کر مسخ شدہ تشکل میں پیش کرنا اس کی اصلی وضع و ترتیب کو اُلٹ پلٹ کر دینا، صحیح و ضعیف ہر قسم کی روایت پر اعتبار کر لینا، واقعات کے تمام پہلوؤں پہ غور نہ کرنا، مبالغہ آمیزی سے کام لے کر کسی ناپسندیدہ امر کو پست اور پسندیدہ کو بلند کر دکھانا ایک مؤرخ نما عیار کی مخفی خواہشات کی صحیح ترجمانی تو کر سکتا ہے لیکن تاریخی ذمہ داریوں سے اُسی قدر دُور ہے جس قدر کہ تاریکی روشنی سے اور باطل حق سے۔

تاریخ خواہ وہ یورپ میں لکھی گئی ہو یا ایشیا میں، انگلستان کے ٹکسال سے نکلی ہو یا ہندوستان کے مطابع سے، اس وقت تک اعتماد و وثوق کا درجہ حاصل نہیں کر سکتی، جب تک کہ وہ مذکورہ بالا خصوصیات پر مشتمل نہ ہو۔ واقعات کی فرضی و بناوٹی تصویریں جن کا کوئی رُخ بھی مصوّر کی خود غرض دست درازیوں سے بچ نہ سکا ہو، علم التاریخ کے دامن پر ایک سیاہ داغ سے کم حیثیت نہیں رکھتیں۔ یورپ کا موجودہ فنِ تاریخ اگرچہ کسی معقول اصول کا مرہونِ منت نہیں اور نہ ہی اس میں اصابتِ رائے کی پابندی لازمی سمجھی گئی ہے۔ وہ قاعدہ و ضابطہ کی قیود سے اُسی قدر آزاد ہے جس قدر کہ خود کوئی قاعدہ اور ضابطہ ہو سکتا ہے۔ تحقیق و تنقید کا اسی حد تک دلدادہ ہے جس حد تک کہ آگ پانی کی، تاریکی روشنی کی۔ لیکن اس کی مشینری ایسے پُرزوں سے بنی ہے کہ جن کی چال ڈھال، وضع و ہیئت اگرچہ بہت سی نگاہوں کو اپنی طرف متوجہ کر سکتی ہے۔ مگر یہ دلکش منظر کچھ عرصہ کے بعد ایک سراب سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتا۔

مولانا عبدالرحیم پوپلزئی رحمۃ اللہ علیہ

پشاور، فروری ۱۹۴۷ء

نقیبِ ختمِ نبوت ملتان

صفر ۱۴۰۹ھ، ستمبر ۱۹۸۸ء

سلسلہ اشاعت ۸

دل کی بات

۱۷ اگست کی سہ پہر اپنے دامن میں سازشِ فتنہ وفساد اور انتقام کی آگ جلائے ڈھلنے لگی اور اس نے بہاول پور کے قریب ستلج کے کنارے کپاس کے کھیتوں میں صدر جنرل محمد ضیاء الحق اور ان کے ستائیس وفا دار ساتھیوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ جہاز پرزے پرزے ہوگیا اور پاکستان کے چالیس سال پر محیط منفرد فکر و فلسفہ کا جلتا ہوا چراغ بجھ گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

صدر جنرل محمد ضیاء الحق اور ان کے ساتھی پاکستانی فوج کی کریم تھے اس لحاظ سے فوج اور دینی حلقوں کو ناقابلِ تلافی نقصان پہنچا ہے اللہ تعالیٰ تو اس نقصان کو پورا کرنے پر یقیناً قادر ہیں بلکہ وہ اس سے بھی بہتر شخصیت عطا کرنے پر قدرت رکھتے ہیں لیکن موجودہ دور کے جتنے بھی بظاہر قد آور افراد اخبارات کے صفحوں پر قبضہ جمائے بیٹھے ہیں سب کے سب پستہ قد رکھتے ہیں، بونے اور ٹھگنے ہیں ان کے پاس قومی انقلاب اور ملکی ترقی کا کوئی مثبت پروگرام نہیں جب کہ اسلام ان کے پروگرام میں سرے سے شامل رہا ہی نہیں، مرحوم صدر اور ان کے چند بکھرے ہوئے ساتھیوں نے قوم کی سمت متعین کرنے میں منفرد کردار ادا کیا ہے اور ان کے پاس تدریجی ارتقاء کا عدل و احسان پر مبنی مثبت پروگرام تھا۔ وہ گیارہ سال کے عرصہ میں کیوں کامیاب نہ ہو سکے؟ اس کی واضح وجہ یہ ہے کہ شجرِ اقتدار کے ساتھ چمٹے ہوئے ایسے لوگوں کی غالب اکثریت ہے جو مغربی نظامِ زندگی مکمل طور پر اپنا چکے ہیں وہ اسلام کا نام سنتے ہی جھرجھری لینے اور اسلام کے بارے میں جھاگ اگلنی شروع کر دیتے ہیں

سرپرستِ فکر

سید عطاء المحسن بخاری
سید عطاء المؤمن بخاری
سید عطاء المہیمن بخاری
سید محمد کفیل بخاری
سید عبدالکبیر بخاری

سید محمد ذوالکفل بخاری
سید محمد ارشد بخاری
سید خالد مسعود گیلانی

عبداللطیف خالد ○ اختر جنجوا
عمر فاروق عمر ○ محمود شاہد
قمر الحسنین ○ بدر منیر احرار

رابطہ: مدرسہ معمورہ
دارِ بنی ہاشم، مہربان کالونی ملتان

قیمت: -/۳ روپے ○ سالانہ -/۳۰ روپے